بسم اللہ الرحمن الرحیم

لے کے ناں میں سوہنڑے رب دا کراں کلام بیان
مہر محبت کرنے والا اُچا اُسدا ناں

سیانڑیاں ناں کھانڑاے

گندھارا ھندکو اکیڈمی پشاور

سیانڑیاں ناں کھانڑاے

پوٹھوہاری زبان کی ضرب الامثال

اور

ان کے مفہوم کی پہلی کتاب

تحقیق وتالیف

محمد شریف شاؔد

جملہ حقوق بحق گندھارا ہندکو اکیڈمی محفوظ اُن

نام کتاب	سیانڑیاں ناں کھانڑاے
مصنف	محمد شریف شاؔد
موضوع	تحقیق
معاون	نسیم کوثر
کمپوزنگ	محمد مظہر اقبال
سرورق	ثاقب حسین
سال اشاعت	2017ء
اہتمامِ اشاعت	محمد ضیاء الدین، چیف ایگزیکٹو کمیٹی، جی ایچ اے
جی ایچ اے اشاعت حوالہ	F.196/17
قیمت	400روپے
پرنٹنگ	جی ایچ اے لیزر پرنٹنگ پشاور
مطبع	گندھارا ہندکو اکیڈمی پشاور
ISBN No.	978-969-687-194-1
ملنے کا پتہ	گندھارا ہندکو اکیڈمی، 2 چنار روڈ، آبدرہ، یونیورسٹی ٹاؤن پشاور

گندھارا ہندکو اکیڈمی پشاور

2۔ چنار روڈ، آبدرہ، یونیورسٹی ٹاؤن، پشاور

www.gandharahindko.com

انتساب

نسیم کوثر

تمہارے نام

تم نے 46 سال ہر گرم سرد وقت

میں صبر، سکون اور محبت کے جذبے

سے میرا ساتھ دیا

فہرست

صفحہ	عنوان	نمبرشمار
7	پوٹھوہاری۔میرے پیر دی زبان (محمد ضیاءالدین)	۱
8	پہلی بات (محمد شریف شاد)	۲
13	ا،آ،الف	۳
22	ب	۴
26	پ	۵
32	ت	۶
34	ٹ،ث	۷
35	ج	۸
44	چ	۹
48	ح،خ	۱۰
49	د،ڈ،ذ	۱۱
54	ر،ڑ،ز،ژ	۱۲
56	س،ش	۱۳
61	ع،غ	۱۴
62	ق،ک،گ	۱۵
70	ل	۱۶
73	م	۱۷
80	ن	۱۸

۱۹	و	84
۲۰	ہ	85
۲۱	ی	91

پوٹھوہاری۔میرے پیر دی زبان

احمد علی سائیں ہونڑاں نل مئوں اس خاطر بی دلچسپی اے کہ مئوں اوہ اچھے لگدین تے ایہہ میری ماں بولی ہندکو زبان دے عظیم صوفی شاعراُن تے اِنہاں داتعلق پشور شہر نل ایا۔پشور شہر اِچ ای پیدا ہوئین تے پشور شہر اِچ ای مدفون اُن۔بر ے اُنہاں نے آپڑی زندگی دا بڑا وڈا حصہ خطہ پوٹھوہار اِچ گزارا تے اِتھودے لوک اِنہاں نُوں پیر سائیں مندین تے اِنہاں دے کلام سی فالاں بی کڈ دین۔اُس بچے دا ویاہ اُس وخت تک نی کردے جدو تک اوہ احمد علی سائیں دا کلام نہ سنڑادیوے۔تے سائیں دا کلام سنڑنے دے بعد لوک ایہہ کیہندین کہ بچہ ہونڑ جوان ہوگیے تے ہوشیار ہوگیے تے ہونڑ اوہ ذمہ واریاں چکڑیں دے قابل ہوگیے تے ہونڑ اُزاویاہ کیتا جاسکدے۔خطہ پوٹھوہار اِچ بولی جانڑے ولی پوٹھوہاری زبان دے ادب تے احمد علی سائیں دا اتنا اثر ہویے کہ پوٹھوہاری شعراء تے ادیب دی لکھتاں تے سائیں دا رنگ نمایاں نظر آندے۔پوٹھوہاری زبان بڑی مٹھی تے اچھی زبان اے تے مئوں اس خاطر بی اچھی لگدی اے کہ میرے پیر سائیں یعنی احمد علی سائیں نے آپڑی زندگی دا بڑا وڈا حصہ خطہ پوٹھوہار اِچ گزاراوے تے پوٹھوہاری اس خاطر بی اچھی لگدی اے کہ ایہہ تے میری زبان ہندکو دونوں دا تعلق زباناں دے ہندآریائی خاندان نال اے۔محمد شریف شاؔد نل میری ہونڑ تک ملاقات نی ہوئی لیکن ٹیلیفون تے گفتگو دے ذریعے پتہ چلا کہ اُنہاں نے پوٹھوہاری زبان دی مِتلاں یعنی اکھانڑ تے تحقیقی کم کیتا ایا تے اُنہاں نے خواہش ظاہر کیتی کہ گندھارا ہندکو بورڈ دے ذریعے اُنہاں دا تحقیقی کم چھپ کے عوام تکل آسکے۔مئوں اس گل دی خوشی اے کہ آپڑے وعدے دے مطابق اُنہاں دی تحقیقی کتاب تواڈے ہتھاں اِچ تواڈے ملاحظے وسے موجود اے۔

محمد ضیاءالدین

جنرل سیکریٹری

گندھارا ہندکو بورڈ پاکستان، پشاور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پہلی بات

میں جب اپنی پہلی کتاب ''پوٹھوہاری اُردو لُغت'' مرتب کر رہا تھا تو یہ بات ذہن میں تھی کہ پوٹھوہاری زبان کی پہلی لُغت اگر شائع ہوگئی تو پھر ایک اور ایسا کام کرنے کی کوشش کروں گا جو اپنی نوعیت میں منفرد ہو۔اس بارے میں دو کام ایسے میری نظر میں تھے جن پر محنت کر کے کوئی بہتر تخلیقی عمل سامنے لایا جا سکتا ہے جو میرے اس خوبصورت خطّے ''پوٹھوہار'' کے باسیوں کے لئے مفید بھی ہو، کار آمد بھی ہو اور دلچسپی کا سامان بھی رکھتا ہو۔

ایک کام تھا گرامر۔یعنی پوٹھوہاری زبان کی گرامر یا صرف ونحو اور دوسرا اس کی ''ضرب الامثال'' جو ہم روزمرہ استعمال میں لاتے ہیں لیکن ان کے پس منظر یا وجہ تسمیہ کے بارے میں ہمیں علم نہیں۔

جہاں تک گرامر کا تعلق ہے، میرے ایک بزرگ دوست اور پوٹھوہاری زبان کے معروف محقق سیّد حبیب شاہ بخاری صاحب ایک قاعدہ مرتب کر کے شائع کر چکے ہیں اور دوسرے پر کام کر رہے ہیں۔اسی طرح ہمارے ایک دوسرے دوست اور اس زبان کے شاعر اور ادیب جناب یاسر کیانی بھی کوشش کر رہے ہیں۔جہاں تک ضرب الامثال کا تعلق ہے اس پر شاید ابھی کام نہیں کیا گیا۔لہٰذا میں نے فیصلہ کیا کہ پوٹھوہاری ضرب الامثال پر کام کیا جائے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکر ہے کہ اس کام میں مجھے کامیابی نصیب ہوئی۔میں نے اس میں کس طرح اور کس کس سے مدد لی اور یہ کام کیسے مکمل ہوا۔اس کی تفصیل بھی اگلے صفحات میں آپ کے علم میں آجائے گی۔

اُردو کے لفظ ضرب المثل کا پوٹھوہاری ترجمہ ''کھانڑ'' یا ''اکھانڑ'' ہے۔کچھ علاقوں میں اس کو الف کے ساتھ ''اکھانڑ'' اور کچھ جگہوں پر صرف ''کھانڑ'' بولا جاتا ہے۔یہ اکھانڑ یا کھانڑ۔۔۔ ہیں کیا؟ ان کی ہیئت، ان کی زبان، ان کا پس منظر۔۔۔ان کی تاریخ ہے کیا؟ پہلے یہ جان لیجئے۔کوئی اکھانڑ جس علاقے سے تعلق رکھتا ہے وہ اس مخصوص علاقے کی زبان بولنے والوں کی سماجی اور معاشرتی ثقافت کی عکاسی کرتا ہے۔یہ

صدیوں کی لوک سوچ اور سمجھ (Folk Wisdom) کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ یہ کتابی شکل میں نہیں ہوتا بلکہ لوگوں میں سینہ بہ سینہ سفر کرتا ہے اور اسی سفر میں اگلی نسل کو منتقل ہو جاتا ہے۔ یہ عمل صدیوں سے جاری ہے جو کھانڑ ہم نے اپنے آباؤاجداد سے سنے۔ وہ ازخود ازبر ہو گئے۔ ہمارے آباؤاجداد نے اپنے آباؤاجداد سے اور پھر اسی طرح پتہ نہیں کتنی نسلوں سے لوگوں کے ذہنوں میں چلے آرہے ہیں۔ صدیوں سے جاری یہ سفر اب بھی ہم اپنی نسلوں میں منتقل کر رہے ہیں۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے جب ہم چھوٹے تھے۔ جب اس طرح کا کوئی اکھانڑ کسی بزرگ سے سنتے تھے تو اشتیاق پیدا ہوتا تھا کہ اس کا حقیقی مفہوم معلوم کیا جائے پھر اس کے پس منظر کو جاننے میں بھی دلچسپی ہوتی تھی اپنے بڑوں سے اس کا مطلب پوچھتے پھر کھوج میں لگ جاتے کہ کس طرح یہ معرضِ وجود میں آیا ہوگا۔

مجھے یہ بھی یاد ہے کہ ہمارے آباؤاجداد جتنے اکھانڑ اپنی روزمرہ کی زبان میں استعمال کرتے تھے اُن میں سے اب بہت سارے معدوم ہو چکے ہیں۔ اس کی بہت ساری وجوہات ہیں۔ ان میں سے ایک وجہ لوگوں کی ایک بڑی تعداد کا دیہات سے شہروں میں منتقل ہونا ہے۔ کاشتکاری کم اور ملازمت زیادہ ہوگئی ہے۔ لوگوں نے شہروں کا رُخ اس لئے بھی کر لیا ہے کہ شہروں میں تعلیم کے مواقع، دیہات اور قصبوں کی نسبت زیادہ ہیں۔ عوام میں تعلیم کا شعور اُجاگر ہونا شروع ہو گیا ہے۔ شہروں میں آجانے کے باعث، زبان میں بھی تبدیلی آنا شروع ہوگئی اور رفتہ رفتہ اپنی مادری زبان سے لگاؤ کم اور شہروں کی اُردو سے واسطہ بڑھ گیا ہے۔ جب زبان بولنے والے ہی اپنی اصلی جگہوں سے ہٹ جائیں تو زبان کے قدیم الفاظ، محاورات اور ضرب الامثال بھی ناپید ہونا شروع ہو جاتے ہیں اور یہ فطری عمل ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ زیادہ لوگ، جنہوں نے شہروں میں رہائش اختیار کر لی ہے، ان کا رابطہ اپنے خاندان اور گاؤں والوں سے کم ہو گیا ہے۔ ملازمت کے سلسلے میں لوگ مصروف ہو گئے ہیں اور بہت سے شہری تو عید وغیرہ پر ہی یا کسی شادی یا کسی عزیز رشتہ دار کی موت پر ہی گاؤں میں دیکھے جاتے ہیں۔ اس سے جہاں ان کی ثقافت اور رہائش میں فرق پڑ گیا ہے وہاں ان کی زبان بھی ان کی اپنی نہیں رہی یا تو اُردو نے مکمل طور پر اس کی جگہ لے لی ہے یا پھر مادری زبان میں اور الفاظ اور محاوروں کا استعمال کم ہو گیا ہے۔

میرا خیال یہ ہے کہ اُردو ہماری قومی زبان ہے، اس کا استعمال بھی ضروری ہے۔ لیکن بچّوں کو چھوٹی عمر میں سب سے پہلے گھر میں اپنی مادری زبان ہی سکھانی چاہئے۔

بچّہ جب سکول جاتا ہےتو اُردو از خود سیکھنا شروع کر دیتا ہے۔اس طرح وہ اپنی چھوٹی عمر میں ہی دو زبانیں بیک وقت سیکھ لیتا ہے۔اگر گھر میں بھی بالکل شروع میں ہی اس کے ساتھ اُردو میں بات کی جائے تو وہ اپنی مادری زبان نہیں سیکھ سکے گا۔دوسرے لفظوں میں وہ اپنی مادری زبان بھول جائے گا۔زبان کوئی بھی ہو اس کا سیکھنا ایک علم ہے۔

ایک اور تبدیلی جواب ہمارے ہاں سکولوں میں در آئی ہے وہ انگریزی کی تعلیم ہے اور اس کو پہلی جماعت سے پہلے، مطلب ہے نرسری کلاس سے شروع کر دیا گیا ہے۔نتیجہ یہ ہے کہ اب بچّہ سکول میں اُردو کم اور انگریزی زیادہ پڑھتا ہے۔گھر آ کر ماڈرن ماں باپ اس کے ساتھ انگریزی میں بات کرنا فخر سمجھتے ہیں۔ اپنے لئے بھی اور بچّے کے لئے بھی۔وہ دو غیر مادری زبانیں تو سیکھ رہا ہے لیکن نہیں سیکھ رہا تو اپنی مادری زبان۔ یہ بدقسمتی نہیں تو اور کیا ہے؟

اور اب آیئے اکھانڑ کی طرف۔جس طرح آپ پڑھ چکے ہیں کہ یہ اکھانڑ کسی نے بھی نہ کسی کتاب سے پڑھے نہ کسی نے کسی کو باقاعدہ سکھائے۔یہ خالص لوک اَدب سے تعلق رکھتے ہیں۔میں نے گزشتہ چار پانچ سالوں میں ان اکھانڑوں کو ڈھونڈنے اور ان کے بارے میں دیہات میں رہنے والے اپنے بزرگوں اور خواتین سے معلومات حاصل کیں۔اس کام میں مجھے یہ تجربہ بھی ہوا کہ مردوں کی نسبت عورتوں کی زیادہ تعداد ان اکھانڑوں کے بارے میں جانتی ہے اور آپ کو یہ سن کر حیرت ہو گی کہ ان کو جمع کرنے میں جتنی مدد میری اہلیہ نے کی اتنی کسی اور نے نہ کی ہو گی۔بہت سے ایسے اکھانڑ جو میرے علم میں نہیں تھے، وہ میری اہلیہ کو یاد تھے اور اس کتاب میں شامل بہت سارے اکھانڑ اُنہیں کے بتائے ہوئے ہیں۔افسوس اب وہ اِس دنیا میں نہیں رہیں، اللہ ان کو غریقِ رحمت کرے۔

اس سے مجھے ایک تاثر بھی ملا کہ یہ اکھانڑ مردوں کی نسبت دیہی خواتین میں زیادہ مستعمل ہیں، اور ظاہر ہے خواتین کا علم ان کی اولاد میں منتقل ہوتا رہتا ہے ارادی طور پر بھی اور غیر ارادی طور پر بھی۔یہی وجہ ہے کہ میرے بچّوں کو بھی بہت سارے اکھانڑ نہ صرف یاد ہیں بلکہ وہ اپنی روزمرہ کی زبان میں اکثر استعمال بھی کرتے رہتے ہیں اور میرے لئے یہ باعث اطمینان ہے کہ بچّوں کو اپنی مادری زبان آتی ہے۔

اس کے باوجود کہ وہ ماشاءاللہ سب اچھی یونیورسٹیوں سے فارغ التحصیل ہیں۔میری والدہ محترمہ (اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور درجات بلند کرے) جب حیات تھیں تو باتوں باتوں میں کئی اکھانڑ بولا

کرتی تھیں، اور مجھے ان کی زبان سے سنے ہوئے اکھانڑ اب تک اُسی طرح یاد ہیں۔

میں نے اس کتاب میں کوشش کی ہے کہ اس میں زیادہ سے زیادہ پوٹھوہاری اکھانڑ شامل کئے جائیں اور ان کے مفہوم سے پڑھنے والوں کو آگاہی دلائی جائے، اس کے لئے ترتیب یہ رکھی گئی ہے کہ پہلے کھانڑ کو اپنی اصلی شکل میں پوٹھوہاری زبان میں پیش کیا گیا ہے، اس کے بعد اس کا اُردو ترجمہ اور پھر اس کا مفہوم بیان کیا گیا ہے۔

مفہوم میں جہاں جہاں اس اکھانڑ کی وجہ تسمیہ معلوم ہوسکی وہ بھی درج کی گئی ہے اور وجہ تسمیہ معلوم نہ ہونے کی صورت میں اس کا مفہوم یا آپ اس کو تشریح کہہ لیں، بیان کرنے کی کوشش کی ہے، مقصد یہ ہے کہ اکھانڑ پڑھنے کے بعد اس کا اصل مفہوم بھی ذہن نشین ہو جائے۔

اس سلسلے میں ایک وضاحت کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ بعض اکھانڑ کسی خاص طبقے یا علاقے کے لوگوں کی نشاندہی کرتے ہیں۔ ان کو شامل کرنے کا ہرگز یہ مدعا نہیں کہ خدانخواستہ اُس مخصوص طبقے یا اُس مخصوص علاقے کی توہین کرنا مقصود ہے چونکہ پوٹھوہاری زبان میں ایسے چند اکھانڑ موجود ہیں، ان سے اس علاقے کے باسیوں کے مخصوص رویے یا طرزِ عمل کا اظہار کرنا تو مقصد ہوسکتا ہے کسی کی توہین کرنا قطعی نہیں۔ نہ کسی خاص طبقے کی اور نہ کسی مخصوص علاقے کی۔ ان کے کتاب میں شامل کرنے سے اگر کسی کی دل آزاری ہوئی ہو تو میں پیشگی معذرت خواہ ہوں۔

جیسا کہ میں نے پہلے بھی ذکر کیا ہے کہ یہ اکھانڑ جمع کرنے میں مجھے اپنے علاقے کے بہت سے خواتین وحضرات کی مدد حاصل ہوئی۔ میں نے ان کی صحت کے بارے میں بھی کئی کئی دفعہ تحقیق کی اور جو متفقہ طور پر درست ہوا اُسے شامل کیا۔

مجھے اس سلسلے میں سب سے زیادہ تعاون اپنی اہلیہ کا حاصل رہا۔ جنہوں نے بہت سارے اکھانڑ مجھے بتائے پھر ہم نے آپس میں بحث وتمحیص کر کے ان کے صحیح ہونے کی تصدیق کر کے ان کو شامل کیا۔ اس لئے میرے شکریے کی سب سے زیادہ حقدار میری اہلیہ نسیم کوثر ہیں۔ اللہ ان کی مغفرت فرمائے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے میرے سارے بچّے اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں لیکن ان کو اپنی مادری زبان سے محبت بھی ہے اور وہ گھر میں اسی ماں بولی میں بات کرتے ہیں۔ کئی موقعوں پر بچّوں نے بھی کوئی اکھانڑ بول کر میری یادداشت میں اضافہ کیا اس کے لئے عافیہ، مہ وش راجہ، ثاقب، عاقب اور اقصیٰ کا بھی شکر گزار ہوں۔

پوٹھوہاری زبان کے محقق سیّد حبیب شاہ بخاری نے بھی اس سلسلے میں مدد کی، ان کا بھی شکریہ۔ اس کتاب کی تدوین اور کمپوزیشن میں میرے دیرینہ ساتھی محمد مظہر اقبال نے سارا کام اکیلے انجام دیا وہ بھی میرے شکریے کے مستحق ہیں، اور سب سے بڑھ کر اس زبان سے محبت کرنے والے وہ لاتعداد لوگ جن کی روزمرہ کی زبان سے میں بچپن سے اَب تک نئے نئے الفاظ ومحاورات اور اکھانڑ (ضرب الامثال) سنتا آرہا ہوں اور جن کی وجہ سے مجھے یہ کتاب ترتیب دینے کی تحریک ہوئی، پوٹھوہاری کے اُن سارے باسیوں کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔

مجھے پوری امید ہے کہ میں نے جس کام کا آغاز کیا ہے اس کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں اس زبان سے محبت رکھنے والا آئندہ کا کوئی ادیب ودانشور اپنی توانائیاں صرف کرے گا اور کچھ عرصہ بعد پوٹھوہاری میں استعمال ہونے والے سارے اکھانڑ کتابی شکل میں پڑھنے والوں کے ہاتھوں میں ہوں گے۔ یہ کام مشکل ضرور ہے ناممکن ہرگز نہیں اس کے لئے وقت درکار ہے، لیکن وقت سے زیادہ ضروری وہ جذبہ۔۔۔جس کے بغیر کوئی کام مکمل نہیں ہوسکتا۔

اللہ ہمارے اس جذبے کو سلامت رکھے، آمین!

محمد شریف شاد

ا، آ ،الف

ا۔ آپ جوگی جائیں تے ساتھ کو بسم اللہ

اُردو ترجمہ : اپنے لئے جگہ کوئی نہیں، ساتھ والے کو کہیں آیئے بسم اللہ۔

وضاحت : اُس موقع پر بولا جاتا ہے جب کسی آدمی کے پاس اپنے کھانے پینے، رہنے بسنے کے لئے کچھ نہ ہو، یعنی خود مفلس ہو اور دوسروں کو ساتھ کھانے پینے یا رہائش رکھنے کے لئے خوش آمدید کہے۔ دوسرے ایسے شخص کے لئے کہتے ہیں کہ اپنے لئے کچھ ہے نہیں اس کے پاس، دوسروں کو خواہ مخواہ دعوتیں دیتا پھرتا ہے۔

۲۔ آیا بڑی ٹُنڈی لاٹ ناں سالا

اُردو ترجمہ : بڑی کروفر کے ساتھ آ گیا۔

وضاحت : مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی خواہ مخواہ کی شیخیاں بگھارتا پھرتا ہو اور کسی کے ہاں آ کر اپنے بارے میں امیر ہونے کی شیخی بگھارتا پھرے۔ تو لوگ کہتے ہیں چھوڑ یار تم بھی جس قدر کروفر اور قدر و منزلت والے ہو ہمیں معلوم ہے۔ یہ شیخیاں اپنے پاس ہی رکھو۔

۳۔ آپڑاں ماری تے چھاماں سُٹے پرایا مارے تے دُھپے

اُردو ترجمہ : اپنا مار کے سایے میں ڈالے اور غیر مار کے دھوپ میں۔

وضاحت : بڑی معنی خیز ضرب المثل ہے جس میں انسانی رشتوں کے تقدس کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی اگر اپنا کوئی عزیز رشتہ دار مار دے گا تو اندر کے جذبے کے تحت دھوپ کی بجائے سایے میں ڈال دے گا لیکن اگر کوئی پرایا (یا غیر) مارے گا تو وہ مزید تکلیف دینے کی غرض سے دھوپ میں ہی ڈالے گا اپنے اور پرائے کے رشتے کا موازنہ کرنے کی کوشش بڑی خوبصورتی سے ایک جملے میں کر دی گئی ہے۔

۴۔ **آپڑیں مرنے بغیر بہشت نئیں لبھنڑیں**

اُردوترجمہ : اپنے مرتے بغیر بہشت نہیں ملتی۔

وضاحت : بڑی معنی خیز ضرب المثل ہے۔جس میں یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ آدمی اپنے ہاتھوں سے کام نہ کرے تو کوئی دوسرا اُس کے لئے مشکل سے ہی کرتا ہے۔بہشت ملنے کا تصور یہی ہے کہ آدمی مرے گا تو بعد میں بہشت میں جاسکے گا اس دنیا میں تو جنت ملنے سے رہی۔

یہ اس موقع پر بولتے ہیں جب کسی دوسرے کو کوئی کام کرنے کو کہا جائے تو وہ ٹال مٹول کرے یا نہ کرے تو کہتے ہیں کہ سچ ہے اپنے مرنے کے بعیر تو بہشت نہیں ملتی۔بہشت حاصل کرنے کے لئے مرنا ہی پڑے گا یعنی کام خود ہی کریں گے تو ہوگا۔

۵۔ **اُٹھ نہ کڈے، کڈے بورے۔**

اُردوترجمہ : اُونٹ تو نہ کُودے، اُن پر رکھا ہوا سامان کُود پڑا۔

وضاحت : بڑی معنی خیز ضرب المثل ہے، جس کا مطلب بھی بڑا کمال ہے۔یعنی جس کو کسی تکلیف میں، بولنا چاہیئے تھا، وہ تو خاموش ہے اور جس کو خاموش رہنا چاہیئے وہ شور مچارہا ہے۔اُونٹ کے اوپر جس قدر بھی وزن لاد دیا جائے وہ خاموشی سے وزن اٹھا کر چلتا رہتا ہے، محسوس نہیں کرتا۔اُس موقعے پر بولا جاتا ہے جس کسی کو تکلیف پہنچے تو وہ خاموش رہے اور جس کو تکلیف نہ بھی ہو یا کم ہو وہ چلاّ تا پھرے۔دوسروں کا احساس نہ کرنے سے متعلق بات بڑی خوبصورتی اور بڑے مختصر الفاظ میں بیان کردی گئی ہے۔

۶۔ **اکھیوں دِسناں نئیں تے ناں روشنائی یا**

اکھیوں دِسنائیں تے ناں نور بھری

اُردوترجمہ : آنکھوں سے نظر نہیں آتا لیکن نام روشنی رکھا ہوا ہے۔

وضاحت : یہ اُس موقع پر بولا جاتا ہے جب کوئی شخص اپنے آپ سے زیادہ اپنی قدر ومنزلت دوسروں پر ظاہر کرنا چاہے جبکہ وہ اس قابل نہ ہو۔جو جس قابل نہ ہو اور وہ ظاہر اس سے زیادہ کرے، اس کے

بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس کے کیا کہنے اس کا تو یہ حال ہے کہ آنکھوں سے نظر تو آتا نہیں اور نام روشنی رکھا ہوا ہے۔

۷۔ اگوں لبھائیں تے پچھوں کُتا گھِنی گیا

اُردو ترجمہ : لالچ میں آگے سے ملا کچھ نئیں اور پیچھے سے کُتا لے گیا۔

وضاحت : یہ ایسے لالچی شخص کے لئے بولا جاتا ہے جو ہر طرح سے، جائز و ناجائز طریقے سے دولت حاصل کرنا چاہتا ہو، لالچ میں آ کر اُس نے کسی سے کچھ لینے کے لئے آگے ہاتھ پھیلایا تو دینے والے نے کچھ دیا نہیں اور دوسرے ہاتھ میں جو پہلے سے لیا ہوا تھا، وہ چھپانے کے لئے ہاتھ پیچھے کیا۔ تو پچھلے والے ہاتھ سے کُتا چھین کر لے گیا۔ نہ آگے سے مل سکا اور نہ پہلے کا حاصل کیا ہوا پاس رہا۔ خالی ہاتھ واپس جانا پڑا۔ جہاں کسی کو حدر درجہ حریص اور لالچی کہنا ہو تو یہ ضرب المثل بولی جاتی ہے۔

۸۔ اَنّھے تے ہوئی گئے آں، نیندراں نے مزے

اُردو ترجمہ : اندھے تو ہو گئے پر نیند کے مزے ہو گئے

وضاحت : یہ بڑی دلچسپ ضرب المثل ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر ایک خوبی چھن گئی تو اس کے بدلے میں ایک اور خوبی حاصل ہوئی تو اچھا ہی ہوا۔ دوسرے لفظوں میں یہ ایک طنز ہے جو کوئی شخص کسی دوسرے پر اُس وقت کرتا ہے جب وہ دیکھے کہ اِس شخص کو کام نہ کرنے کے لئے کسی نہ کسی بہانے کی ضرورت ہوتی ہے اور وہ اس بہانے کام سے جی چراتا ہے۔

۹۔ انّھیاں وچوں کانڑاں راجہ

اُردو ترجمہ : اندھوں میں سے کانا راجہ / سردار

وضاحت : مطلب یہ ہے کہ بہت ساری خرابیوں کے مقابلے میں اگر کسی میں ایک آدھ خوبی ہو اور وہ اُس خوبی کا تذکرہ کرتا پھرے۔ تو کہا جاتا ہے کہ یہ تو اندھوں کا سردار ہے کیونکہ اس کی ایک آنکھ تو دیکھنے کے لئے ہے کیونکہ اندھا یا نابینا دونوں آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتا اور کانا، ایک آنکھ سے تو دیکھ سکتا ہے۔ گویا